466

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم — قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۹-اپریل ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | مطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ | نمبر ۸۱

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو پہلے کی نسبت بہت آرام ہے۔ اور طبیعت رو بصحت ہے۔ ۶ تاریخ حضور عصر کی نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں تشریف لائے اور دیر تک بیٹھے رہے۔ مغرب اور عشا کی نمازیں بھی حضور نے ہی پڑھائیں ؛

جناب حافظ روشن علی صاحب۔ اور چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے عنقریب تبلیغی دورہ پر تشریف لے جانیوالے ہیں۔ ان کا مختصر پروگرام فی الحال یہ ہوگا۔ ۱۲-۱۳ اپریل امرتسر ۱۴-۱۵ سہارنپور۔ ۱۶-۱۷ میرٹھ ۱۹-۲۰-۲۱ کانپور۔ ان مقامات پر ان کے لیکچر ہونگے۔ قرب وجوار کے احباب لیکچروں میں شامل ہونے کی کوشش کریں ؛

اخبار احمدیہ

صداقت مسیح موعود کا ایک نشان

یہاں ایک سخت مخالف نے چند اپنے دوستوں کے مشورہ سے ایک رسالہ منظوم (نکاح آسمانی) دربارہ تکذیب مسیح موعود لکھنا شروع کیا۔ خدا کی شان لکھتا وہ کچھ مگر لکھا کچھ اور ہی جاتا تھا۔ آخر تنگ آ کر اس نے چند شعر جو لکھے تو اس کی آنکھوں میں ایک مرض پیدا ہو گیا۔ اور وہ یہ کہ گو وہ لیمپ کی روشنی میں باریک ترین کتاب پڑھ سکتا تھا۔ مگر چاند کی روشنی میں اسے کوئی چیز بھی دکھائی نہ دیتی تھی۔ ہر چند دوائیوں کا استعمال جاری رکھا۔ مگر بے فائدہ آخر اس نے خدا کے آگے یہ عہد کیا کہ جب تک میں مرزا صاحب کی تمام کتب اول سے آخر تک نہ دیکھ لوں کوئی رائے ان کے متعلق قائم نہیں کرونگا۔ خدا کی شان اسی روز سے بغیر کسی دوائی کے مرض خود بخود جاتا رہا وہ حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہوا۔ یہ بیان ایک مخالف غیر احمدی کا ہے۔ اب وہ کتابیں پڑھتا اور میرے پیچھے نماز بھی پڑھتا ہے۔ دعا فرماویں کہ اللہ کریم اسے ہدایت دے۔

(عبدالرحمن بی۔ اے از پورٹ بلیر)

درخواست دعا بابو سراج الدین صاحب سٹیشن ماسٹر ایچ پور کی لڑکی اور ماسٹر محمد علی خان صاحب اشرف کی لڑکی حمیدہ اور لڑکا احمد علیخان منشی اصغر علیخانصاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ بصرہ محمد الدین صاحب علی پور کی لڑکی بیمار ہیں احباب ان سب کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں ؛

نماز جنازہ برادر عبدالرزاق صاحب احمدی سنوری ۳ اپریل کو فوت ہو گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون احباب جنازہ

مباحثہ بدوملہی کے متعلق چند قابل دریافت طلب امور

۳ اپریل کے پیام نے بدوملہی کے اس مباحثہ کے متعلق جس کی مختصر روئداد کسی گذشتہ پرچہ میں درج کیجاچکی ہے۔ لکھا ہے۔ کہ اس میں "کامیابی کا ثبوت اس طویل فہرست سے ملسکتا ہے جو ایک سو ستائیس ایسے اسماء پر مشتمل ہے جنہوں نے برضا و رغبت خود حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے"

قبل اس کے کہ پیام صلح اپنے مندرجہ بالا بیان کی تصدیق میں کوئی "طویل فہرست" شائع کرے۔ اور ہم اس پر روشنی ڈال کر اس کی حقیقت اور اصلیت ظاہر کریں۔ چند امور کے متعلق کچھ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

اول۔ یہ کہ جن ایک سو ستائیس غیر احمدیوں کے مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو مباحثہ کا نتیجہ بتایا گیا ہے۔ کیا وہ سالہا سال سے سارے مباحثہ میں آتے رہے ہیں"

دوم یہ کہ انہوں نے جو مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہے تو کس بات کی؟ کیا انہوں نے یہ اقرار کیا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود و مہدی معہود مانتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ سمجھتے ہیں۔

سوم۔ یہ کہ کیا انہوں نے احمدی کہلانا شروع کر دیا ہے۔ اور غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا۔

ان باتوں کا جواب اگر نفی میں ہے۔ تو ان کے بیعت کرنے کے کیا معنی۔ اور ان کو مباحثہ میں کامیابی کے طور پر پیش کرنے کا کیا فائدہ۔ ہاں اگر انہوں نے مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان باتوں کا اقرار کر لیا ہے۔ کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو ہی مسیح موعود و مہدی معہود مانتے ہیں جن کے آنے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ سمجھتے ہیں۔ اور ہم آئندہ سے اپنے آپ کو احمدی کہینگے۔ اور غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھینگے تو ہم مان لیں گے۔ کہ وہ غیر مبائعین کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لیکن ان کا غیر مبائعین کے ساتھ اپنے آپ کو ظاہر کرنا اس وقت تک مباحثہ میں ان کی کامیابی کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ یہ ثابت نہ کر دیں۔ کہ یہ تمام اشخاص شروع سے لیکر آخیر تک مباحثہ سنتے رہے ہیں۔ اس کے لئے ہم ایک آسان طریق بتاتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ چوہدری سرفراز خان صاحب جو غیر مبائعین کے سرکردہ اور ہمارے مقابلہ میں فریق مباحثہ تھے وہ اور میر عابد علی شاہ صاحب کہ وہ بھی غیر مبائع ہیں اور مباحثہ میں شامل ہوتے رہے ہیں۔ ان کی قسمیہ شہادت بایں الفاظ پیش کی جائے کہ ان ایک سو ستائیس آدمیوں نے جن کے متعلق پیام صلح نے ۳/ اپریل کے پرچہ میں لکھا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر برضا و رغبت خود بیعت کی ہے۔ درحقیقت وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو وہ مسیح موعود و مہدی معہود یقین کرتے ہیں جس کا وعدہ قرآن و حدیث میں دیا گیا ہے اب ان کے سوا کوئی مسیح آسمان سے بجسدہ العنصری آنے والا نہیں کیونکہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور بیعت کے بعد غیر احمدیوں کی اقتدا میں نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور یہ اعتقاد ان کا اس مباحثہ بدوملہی کے سننے کی وجہ سے ہے۔

فی الحال ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور مفصل پیام کے فہرست شائع کرنے پر لکھینگے۔

بقیہ صفحہ ۸

تشریف فرما تھے اور بڑی دلچسپی سے تمام مضامین سنتے رہے آپ نے اس نظم کی ایک کاپی مجھ سے طلب کی۔ میں نے وہ عدن بھجوا دیا جس کو آپ نے شکریہ کے ساتھ رکھ لیا۔ بعد اس نظم کے ہمارے فاضل مولوی بہاء الدین خان صاحب مولوی و منشی فاضل نے وہ پرزور تقریر حضرت اقدس علیہ السلام کی صداقت پر فرمائی۔ کہ گویا علمی معارف کا دریا بہا دیا تقریر کی خوبی یہ تھی کہ ہر ایک بات دلیل سے مبرہن تھی سامعین کے بشروں سے اثبات کا بخوبی پتہ چلتا تھا کہ وہ ضرور اپنے غلط خیالات و سنی سنائی توہمات کو ایسے دلائل کے آگے بے بنیاد دیکھ کر افسوس و ندامت سے دلی خجالت اور پھر ساتھ ہی حق بات کے معلوم ہوجانے سے بشاشت قلبی محسوس کر رہے ہیں۔ مجلس ہمہ تن گوش تھی آپکے مضمون کی دلچسپی دیکھ کر میں نے اپنا وقت بھی فاضل لکچرار کو دیدیا۔ لیکن آپ کی بے پایان تقریر پھر بھی نامکمل ہی رہی بہر صورت سامعین پر بہت عمدہ اثر ہوا اور سب بالاتفاق تعریف میں رطب اللسان پائے گئے۔ اس کے بعد کا اپنا وقت چونکہ میں نے فاضل لکچرار کو دیدیا تھا۔ لہذا حسب الحکم حضرت صدر نشین صاحب صدارتی تقریر کے پندرہ منٹ میں میں نے شکر الٰہی و حمد و نعت حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم و حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شاہ وقت فرمان روائے دکن اعلحضرت مدظلہم العالی کا شکریہ خصوصیت سے و نیز حضار مجلس کا بالعموم ادا کیا اور رپورٹ انجمن کا ضروری خلاصہ و ضمناً سلسلہ عالیہ کے مبلغین کی وہ نمایاں کارگذاری جو یوروپ و دیگر بلاد میں اس وقت جاری ہے مختصر طور پر اس کا اظہار بھی کیا پھر اعلیٰ حضرت نظام خلد اللہ ملکہ کو جو معزز خطاب ہز اگزالٹیڈ ہائنس کا سرکار عظمت مدار سے مرحمت ہوا ہے اس کی مبارکبادی کا رزولیوشن پیش کر کے باتفاق جملہ حاضر الوقت سکرٹری صاحبان و نمایندگان اضلاع و نیز جملہ افراد و ممبران انجمن احمدیہ تہنیت کا رزولیوشن پاس کیا گیا۔ اس کے بعد حضرت صدر نشین مولینا میر محمد سعید صاحب قادری احمدی نے ترقی اسلام و سلامتی اعلحضرت حضور نظام مع صاحبزادگان بلند اقبال کی دعائے خیر کر کے کارروائی جلسہ کو ختم فرمایا۔ بعد ازاں نماز مغرب پڑھی گئی اور پھر نماز کے بعد ایک ہندو مسلمان ہوا اور دو مرد و تین مستورات بصدق دل داخل سلسلہ عالیہ ہوئے۔ الحمد للہ رب العالمین

(بشارت احمد سکرٹری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۹-اپریل سنہ ۱۹۱۹ء

مسئلہ ولادت مسیح ناصری

مولوی محمد علی کا حضرت مسیح موعود کے عقیدہ سے اختلاف

۲۰- مارچ سنہ ۱۹۱۹ء کے پیغام صلح میں جناب مولوی محمد علی صاحب کا ایک خط شائع ہوا ہے۔ جو انھوں نے کسی شخص کے اس سوال کے جواب میں۔ کہ آپ کا دربارہ ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا "عقیدہ" ہے لکھا ہے اس میں آپ صاف طور پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مسیح علیہ السلام کی ولادت بے باپ نہیں ہوئی۔ اور اس کی تائید مندرجہ ذیل طریق سے کرتے ہیں۔ کہ

(اول) میں اس مسئلہ (ولادت مسیح) کو اس قدر اہمیت نہیں دیتا۔ کہ اس پر عقیدہ کا لفظ لانیکی ضرورت ہو"

(دوم) "ہم اس وجہ سے ان کے بن باپ پیدا ہونے سے انکار نہیں کرتے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو یہ طاقت نہیں۔ کہ وہ ایک انسان کو بن باپ پیدا کر دے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ قرآن کریم میں ان کے بن باپ پیدا ہونے کا کوئی ذکر نہیں"

ان مندرجہ بالا الفاظ میں مولوی محمد علی صاحب اپنی خاص شان کے ساتھ ارشاد فرما رہے ہیں کہ ولادت مسیح کا مسئلہ ہرگز اس قدر اہمیت نہیں رکھتا۔ کہ اس پر عقیدہ کا لفظ بولا جائے۔ گویا یہ ایک ایسا بے حقیقت اور دور از کار مسئلہ ہے۔ کہ عقائد اسلام کے ساتھ اس کا ہرگز کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ ہم مولوی صاحب موصوف کی اس حقیقت نوازی پر ہرگز توجہ نہ کرتے اور اسے اسی قسم کے خرافات میں سے سمجھ لیتے جو علم دین سے بے بہرہ لوگوں کے منہ سے نکلا کرتے ہیں۔ اگر ان کو حضرت مسیح موعود کے متبعین میں سے ہونے کا دعویٰ نہ ہوتا۔ اور وہ اپنے آپ کو احمدی قرار نہ دیتے۔ کیونکہ ہر ایک شخص جو احمدی کہلاتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ کسی مسئلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود نے جو فیصلہ فرمادیا ہے۔ اسے بلا چون وچرا مان لے۔ اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ لیکن جو احمدی کہلاکر ایسا نہیں کرتا بلکہ حضرت مسیح موعود کے فیصلہ کو رد کر کے اس کے خلاف حکم چلاتا ہے۔ اس کے متعلق یہ دکھلانے کی ضرورت ہے۔ کہ اس کا حضرت مسیح موعود کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی لئے ہم مولوی محمد علی صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اب دیکھئے مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میں ولادت مسیح کے مسئلہ کو اس قدر اہمیت نہیں دیتا۔ کہ اس پر عقیدہ کا لفظ لانیکی ضرورت ہو لیکن حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ

"ومن عقائدنا ان عیسیٰ ویحییٰ
قد ولدا علی طریق خرق العادۃ
ولا استبعاد فی ھذہ الولادۃ وقد
جمع اللہ القصتین فی سورۃ
واحدۃ لیکون القصۃ الاولیٰ
علی قصۃ الاخریٰ کالشاھدۃ" (مواہب الرحمٰن)

ترجمہ اور ہمارے عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام بطریق خرق عادت پیدا ہوئے ہیں۔ اور اس ولادت میں کوئی استبعاد نہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ان دونوں قصوں کو ایک ہی سورۃ میں جمع کر دیا ہے۔ تاکہ ایک قصہ دوسرے کے لئے گواہ ہو۔

کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود جس کو اپنے عقائد میں سے ایک عقیدہ قرار دیتے ہیں اسی کے متعلق مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس پر عقیدہ کا لفظ تک لانے کی میں ضرورت نہیں سمجھتا۔ اور باوجود اس کے دعویٰ ہے کہ ہم ہی حضرت مسیح موعود کے سچے متبع اور آپ کی تعلیم پر پورے پورے چلنے والے ہیں۔ پھر کیسی جرأت اور دلیری سے لکھتے ہیں کہ ہم اس وجہ سے حضرت مسیح کے بن باپ پیدا ہونے کا انکار کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں آہ کیسا رونے کا مقام اور عبرت کا سامان ہے کہ وہ برگزیدہ خدا جو ایمان کو ثریا سے لانے کے لئے مبعوث کیا گیا تھا اور جس کے ذریعہ قرآن دوبارہ دنیا میں قائم ہوا وہ تو کہتا ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کو بے باپ ماننا ہمارے عقائد میں سے ایک عقیدہ ہے۔ لیکن ایک ایسا شخص جس کی قرآن دانی کی حقیقت سب کو معلوم ہے وہ کہتا ہے کہ مسیح کے بن باپ ہونے کا ذکر تک قرآن میں نہیں پایا جاتا۔ اول تو یہی بات غلط ہے کہ حضرت مسیح موعود جن سے بڑھکر اس زمانہ میں مطالب قرآن سے واقف نہ کوئی ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ ایک ایسے امر کو جس کے متعلق قرآن میں ذکر بھی نہ ہو اپنے عقائد میں سے ایک عقیدہ قرار دیں۔ لیکن اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ ایسا ہی ہے اور حضرت مسیح موعود نے یونہی اسے اپنے عقائد میں داخل کر لیا ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ کیا مولوی محمد علی صاحب کا اس وقت تک اسے بلا چون وچرا مان لینا فرض نہیں ہے جب تک کہ وہ احمدی کہلاتے ہیں۔ یا کیا ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقائد کے ساتھ اختلاف رکھ کر بھی کوئی احمدی کہلا سکتا ہے۔ اگر یہ بات ہے۔ تو کیا ہم انھیں وہ وقت یاد دلا سکتے ہیں جبکہ وہ حضرت مسیح موعود تو کیا حضرت خلیفۃ المسیح نور الدین اعظم سے بھی ذرا سا اختلاف رکھنا ناجائز "گستاخی" "ہتک" وغیرہ قرار دیتے تھے۔

چنانچہ آپ نے اپنے اس ٹریکٹ میں جو نہایت ضروری اعلان" کے نام سے جماعت احمدیہ میں انشقاق و افتراق پیدا کرنے کے لئے حضرت خلیفہ اول کی وفات پر شائع کیا تھا لکھا تھا۔ کہ

"یہ کہنا کہ اس کے (بیعت کے) معنے صرف اس قدر ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح

کسی کو کہدیں کہ تو لاہور چلا جا۔ یا فلاں سے بحث کر آ۔ تو وہ ایسا کرے۔ مگر مسائل میں جس طرح چاہے اختلاف رکھے۔ بیعت کے اس مفہوم کے ساتھ ہنسی کرنا ہے۔"

پھر فرمایا تھا

"یہ ضروری تھا کہ مرید اپنے آپ کو مرشد کے سامنے ایک بیجان کی طرح ڈالدے اور اپنی جملہ خواہشات کو اس کے سپرد کردے۔ نہ یہ کہ مرشد کہتا ہے کہ فلاں بات درست ہے۔ اور مرید کہتا ہے کہ مرشد نے سمجھا ہی نہیں میں اس سے بہتر سمجھتا ہوں۔ یہ بیعت کر لینے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح کی گستاخی ہے۔ اور بیعت کے مفہوم کے ساتھ ہنسی۔" (نہایت ضروری اعلان صفحہ ۱۱)

اب ہم پوچھتے ہیں۔ کہ جب مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک خلیفہ کی بیعت کر کے اس کے سامنے اپنے آپ کو بے جان کی طرح ڈال دینا ضروری ہے اور اس کے کہنے کے خلاف کرنا۔ یا اس کی سمجھی ہوئی بات کے خلاف آواز اٹھانا بیعت کے مفہوم کے ساتھ ہنسی کرنا ہے۔ تو کیا مامور کی بیعت ہی ایک ایسی ہے۔ جو کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اگر کچھ وقعت رکھتی ہے۔ اور بہت زیادہ وقعت رکھتی ہے۔ تو پھر مامور کے خلاف آواز اٹھانے والا کس طرح اس کی بیعت میں رہ سکتا ہے۔ اور وہ کیوں اس کے ساتھ ہنسی۔ تمسخر اور گستاخی کرنے والا نہیں کہلا سکتا۔ کیسی عجیب بات ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت تو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے بڑے زور شور کے ساتھ یہ بات پیش کی تھی کہ ہم کسی ایسے خلیفہ کی بیعت نہیں کر سکتے جس سے کسی بات میں بھی ہم کو اختلاف ہو۔ کیونکہ بیعت کے معنی تو ہیں بیچ دینے کے اور بیچنا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جس کی بیعت کی جائے اس کے سامنے اپنے آپ کو بیجان کی طرح ڈال دیا جائے اور اس سے کسی قسم کا اختلاف نہ رکھا جائے۔

چنانچہ اسی بات پر مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ٹریکٹ میں بھی بڑا زور دیا تھا۔ جس میں سے کچھ اقتباس اوپر لکھے جا چکے ہیں۔ پھر آج تک ہم پر یہ اعتراض بڑے شد و مد کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ کہ میاں صاحب نے کسی کو کہا تھا کہ تم مسئلہ کفر و اسلام میں میرے ساتھ اختلاف رکھ کر بھی بیعت کر سکتے ہو۔ یہ کیسی بیعت ہوئی جس میں اختلاف رکھنا بھی جائز ہو سکتا ہے۔ مگر کہاں تو اتنا زور و شور اور کہاں یہ دیدہ دلیری کہ حضرت مسیح موعود کے ساتھ اختلاف رکھنا بھی جائز اور درست ہو گیا۔ اور اختلاف بھی کوئی معمولی نہیں۔ بلکہ ایک ایسے امر کے متعلق جسے آپ تو اپنے عقائد میں سے فرماتے ہیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب اس پر عقیدہ کا لفظ بھی لانا درست نہیں سمجھتے۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

معلوم نہیں مولوی صاحب اپنی حقیقت نوازی کو کس طرح حضرت مسیح موعود کی بیعت کے مفہوم کے مطابق قرار دیں گے۔ یا انھیں اب حضرت مسیح موعود کی اتباع کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ کیونکہ انھیں وہ درجہ معرفت حاصل ہو گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلطیاں نکالنے لگ گئے ہیں۔ اور آپ کو (نعوذ باللہ) قرآن کریم سے ناواقف بتا رہے ہیں۔ یہ تو ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ حضرت مسیح کے بن باپ پیدا ہونے کو حضرت مسیح موعود اپنے عقائد میں سے ایک عقیدہ قرار دیتے ہیں لیکن مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ اس بات کا قرآن کریم میں ذکر تک نہیں ہے گویا حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم کے نہ جاننے کی وجہ سے ایک ایسے امر کو اپنے عقائد میں داخل کر لیا جو ہرگز عقیدہ کہے جانے کے قابل نہیں ہے لیکن اس سے بھی کھلے الفاظ میں حضرت مسیح موعود کو قرآن کریم سے ناواقف قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی مضمون میں مولوی محمد علی صاحب ایک طرف تو اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود نے یہ بیشک لکھا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کا بن باپ پیدا ہونا مانتے ہیں۔" لیکن دوسری طرف یہ بھی لکھتے ہیں

"جو کچھ انسان مانے۔ اس کی سند قرآن کریم یا احادیث صحیحہ سے پیش کرنی چاہئے محض ظنیات کی بنا پر ایسے امر کو (ولادت مسیح بن باپ کے) جس کے خلاف قرآن کریم کا بیان کردہ صریح قانون ہے کہ خلق الانسان من نطفۃ امشاج اور جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین ماننا ٹھیک نہیں۔"

ان دونوں حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کو علم ہے کہ حضرت مسیح موعود حضرت مسیح کو بن باپ پیدا شدہ مانتے ہیں۔ مگر یہ بات ایسی ہے جو محض ظنیات کی بنا پر ہے۔ اور اس کے خلاف قرآن کریم کا بیان کردہ صریح قانون ہے۔"

اب یہ حضرت مسیح موعود پر حملہ نہیں تو اور کیا ہے۔ اور آپ کو قرآن کریم کے بیان کردہ صریح قانون کے خلاف عقیدہ رکھنے والا قرار دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر آپ نے جس بات کو اپنے عقائد میں سے ایک عقیدہ قرار دیا ہے۔ اس کی بنا محض ظنیات پر کہنا نہیں تو اور کیا ہے۔

ناظرین اس سے خود اندازہ لگا لیں۔ کہ محمد علی صاحب کے قدم کدھر اٹھ رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود کی شان میں گستاخی۔ اور بے ادبی کرنے میں کس حد تک پہنچ چکے ہیں۔ خدا کی شان وہ شخص جو قرآن کریم کی ایک آیت کے معنی بھی بغیر دوسروں کی امداد کے صحیح کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا وہ اس برگزیدہ خدا کو قرآن کریم سے ناواقف قرار دے رہا ہے۔ جسے قرآن کریم کے حقایق اور معارف خود خدا نے سمجھائے اور جسے حکم اور عدل بنا کر دنیا میں بھیجا۔

سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد تبدیلی عقیدہ کا مسئلہ

گزشتہ سے پیوستہ

۲- میں تمھیں اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری کی ایک صحیح حدیث سناؤں۔ جس کا تم کسی صورت میں انکار نہیں کر سکتے۔ وہی ہذہ

حدثنا یحییٰ بن بکیر قال اخبرنا اللیث عن عقیل ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ ام المومنین رضی اللہ عنہا انہا قالت اول ما بدئی بہ رسول اللہ صلعم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لا یری الاجاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیہ الخلاء کان یخلو بغار حراء فیتحنث فیہ وھو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اھلہ یتزود لذلک ثم یرجع الی خدیجۃ فیتزود لمثلہا حتی جاءہ الحق وھو فی غار حراء فجاءہ الملک فقال اقرء فقال فقلت ما انا بقاری قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجہد ثم ارسلنی فقال اقرء فقلت ما انا بقاری قال فاخذنی الثالثۃ ثم ارسلنی فقال اقرء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرء و ربک الاکرم فرجع بہا رسول اللہ صلعم یرجف فؤادہ فدخل علی خدیجۃ بنت خویلد فقال زملونی زملونی فزملوہ حتی ذھب عنہ الروع فقال لخدیجۃ واخبرھا الخبر لقد خشیت علی نفسی۔ فقالت خدیجۃ کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق فانطلقت بہ خدیجۃ حتی اتت بہ ورقۃ بن نوفل بن اسد بن عبد العزی ابن عم خدیجۃ وکان امرء تنصر فی الجاہلیۃ وکان یکتب الکتاب العبرانی فیکتب من الانجیل بالعبرانیۃ ماشاء اللہ ان یکتب وکان شیخا کبیرا قد عمی فقالت لہ خدیجۃ یا ابن عم اسمع ابن اخیک فقال لہ ورقۃ یا ابن اخی ماذا تری فاخبرہ رسول اللہ صلعم خبر ما رای فقال لہ ورقۃ ھذا الناموس الذی نزل اللہ علی موسی یا لیتنی فیہا جذعا یا لیتنی اکون حیا اذ یخرجک قومک فقال رسول اللہ صلعم او مخرجی ھم قال نعم لم یات رجل قط بمثل ما جئت بہ الا عودی وان یدرکنی یومک انصرک نصرا مؤزرا ثم لم ینشب ورقۃ ان توفی وفتر الوحی واخبرنی ابو سلمۃ ابن عبد الرحمن ان جابر بن عبد اللہ الانصاری قال وھو یحدث عن فترۃ الوحی فقال فی حدیثہ بینا انا امشی اذ سمعت صوتا من السماء فرفعت بصری فاذا الملک الذی جاءنی بحراء جالس علی کرسی بین السماء والارض فرعبت منہ فرجعت فقلت زملونی زملونی فانزل اللہ تعالیٰ یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر والرجز فاھجر فحمی الوحی وتتابع (بخاری باب کیف کان بدء الوحی)

(ترجمہ) ہم سے بیان کیا یحییٰ بن بکیر نے کہا ہمیں خبر دی لیث نے انھوں نے عقیل سے انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے عروہ بن زبیر سے انھوں نے عائشہ سے انھوں نے کہا پہلے جو وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شروع ہوئی تو رویا صالحہ سے پس جو بھی خواب رات کو دیکھتے صبح کی روشنی کیطرح نمود ہوتا یعنی سچا نکلتا پھر آپ کو خلوت بھلی معلوم ہونے لگی۔ آپ غار حراء میں اکیلے رہتے تھے۔ اور وہاں گنتی کی کئی راتیں گھر آنے سے پہلے عبادت کرتے۔ اور آپ اس کام کیلئے توشہ لیجاتے جب کہ ختم ہونے پر پھر خدیجہ کے ہاں واپس آتے۔ اور توشہ لیجاتے۔ یہانتک کہ آپ پر روح حق نازل ہوئی۔ اور اس کی کیفیت یوں ہے کہ آپ غار حراء میں تھے جو فرشتہ آپکے پاس آیا اور اس نے کہا اقرء (پڑھ) آپ نے کہا میں پڑھنے والا نہیں۔ اسپر جبرئیل نے مجھے پکڑ کر خوب زور سے بھینچا۔ ایسا کہ میں بے طاقت ہوگیا۔ پھر مجھے چھوڑا اور کہا پڑھ۔ میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں تو پھر اس نے پکڑ کر مجھے ایسا زور سے دبایا کہ میری طاقت نے جواب دیدیا پھر مجھے چھوڑ دیا۔ اور کہا پڑھ میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں۔ تو اس نے تیسری بار مجھے بھینچا۔ اور چھوڑا اور کہا پڑھو اقرء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرء وربک الاکرم یہ آیتیں سن کر آپ لوٹے اس حالت میں کہ دل کانپ رہا تھا پھر آپ خدیجہ بنت خویلد کے پاس آئے اور کہا مجھے کپڑا اڑھا دو۔ جب آپ کا خوف دور ہوا تو آپنے خدیجہ کو سب ماجرا کہہ سنایا اور کہا مجھے اپنے نفس کے متعلق اندیشہ ہے۔ خدیجہ نے کہا قسم خدا کی اللہ آپ کو رسوا نہیں کریگا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں ناتوانوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں حاجتمندوں کی حاجتیں روا کرتے ہیں اور مہمانوں کی خوب مہمانداری کرتے ہیں اور حادثوں میں لوگوں کی امداد پھر خدیجہ آپکے ساتھ لیکر ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزی اپنے چچا کے بیٹے کے پاس گئیں یہ جاہلیت کے زمانہ میں بت پرستی چھوڑ کر نصرانی بن گئے تھے۔ اور عبرانی لکھنا جانتے تھے۔ انجیل جو عبرانی لکھوانی چاہتا آپ سے لکھوا تا۔ بڑے ضعیف آدمی تھے بینائی بھی جاتی رہی تھی۔ خدیجہ نے کہا اے ابن عم اپنے بھتیجے کی بات سنو ورقہ نے سن کر کہا اے ابن اخی آپنے کیا دیکھا۔ رسول اللہ نے جو کچھ دیکھا تھا کہ سنایا ورقہ نے کہا یہ تو جبرئیل ہے جو موسیٰ پر بھی اللہ نے نازل کیا۔ ای کاش میں تیرے زمانہ رسالت میں جوان ہوتا۔ یا اس وقت تک زندہ رہتا جب تیری قوم تجھے نکال دیگی۔ رسول اللہ نے کہا وہ مجھے نکال دیں گے۔ کہا ہاں۔ کوئی شخص رسالت لیکر نہیں آیا۔ مگر اس کے ساتھ دشمنی کی گئی۔ اگر میں اس دن تک جیتا رہا تو تمھاری پوری پوری مدد کرونگا۔ پھر بہت زمانہ نہ گذرا جو ورقہ فوت ہوگئے۔ اور وحی کا نزول بند ہوگیا۔ ابن شہاب کہتے ہیں مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے سن کر کہا کہ وہ وحی بند رہنے کا تذکرہ کرتے تھے۔ جو انھوں نے آنحضرت سے یوں نقل کیا۔ آپنے فرمایا ایکبار رستے میں جا رہا تھا اتنے میں میں نے آسمان سے یہ آواز سنی آنکھ اٹھا کر اوپر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں وہی فرشتہ جو حرا میں آیا تھا آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں اس سے مرعوب ہوگیا۔ تو گھر لوٹا اور کہا مجھے کپڑا اڑھا دو کپڑا اڑھا دو۔ پھر اللہ نے یا ایہا المدثر قم فانذر نازل کی اس کے بعد وحی گرم ہوگئی۔ اور پے در پے آنے لگی۔

یاد رہے کہ یہ حدیث تمام معتبر کتب حدیث میں پائی جاتی ہے اور ایسی مشہور ہے کہ اس کی نسبت ضعیف ہونے کا کسی نے وہم تک بھی نہیں کیا۔ بلکہ سب کے نزدیک مسلّم ہے اور میں نے اس لئے اسے بخاری شریف سے نقل کیا ہے۔ تا آپ اچھی طرح سے اس پر غور فرما سکیں۔ سب سے اول یہ دیکھیں کہ جب حضرت محمد مصطفےٰ پر وحی نازل ہوئی تو اس وقت آپ کا عرفان خداوندی کس درجہ تک پہنچا ہوا تھا۔ یعنی یہ نہیں کہ یکدم فرشتہ آگیا اور اس سے آپ کو خدا تعالےٰ یا اس کے مکالمہ مخاطبہ کی خبر تک نہ تھی۔ بلکہ ذوق و شوق عبادۃ الٰہی میں آپ کا یہ حال تھا کہ کئی دن آپ متواتر خلوت گزیں رہتے اور اپنے مولیٰ کی تسبیح و تحمید کرتے پھر رویاء صالحہ بھی آپ کو ہوتی تھی ایسی کہ رات کو خواب آیا اور صبح پورا ہو گیا۔ اس کے بعد فرشتہ آپ پر نازل ہوا تو اس سے سلسل مکالمہ ہوا جس سے آپ نے خوب اسے پہچان لیا۔ اور جان لیا۔ تین بار عذر کر کے پھر آپ نے وحی کو قبول کیا۔ اور آپ پر وہ آیات نازل ہوئیں جس میں پانچ زبردست پیشگوئیاں ہیں۔ از انجملہ یہ کہ آپ کو اس حالت سے اعلیٰ ترقی دیجائیگی اور عزت کے ساتھ آپ کا نام چار دانگ عالم میں پہنچایا جائیگا باوجود اس کے کا پنتے کا پنتے آپ اپنی اہلیہ کے پاس آتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے نفس کی نسبت اندیشہ ہے وہ آپ کے مکارم اخلاق کا ذکر کر کے آپ کو تسلی دیتی ہیں پھر ورقہ بن نوفل کے پاس لیجاتی ہیں۔ آپ تھوڑی دیر کے لئے توقف کریں اور سوچیں کہ اگر امر رسالت پورے طور سے آپ پر منکشف ہو گیا ہوتا۔ تو کیا آپ اس بات کے محتاج تھے کہ ام المومنین خدیجہ آپ کو تسلی دے اور یقین دلائے کہ آپ کیوں اپنی جان کا خوف کرتے ہیں اور پھر کیا اس بات کی ضرورت تھی؟ کہ خدا کا رسول ایک اہل کتاب سے تشفی چاہے۔ آج ایک مسلمان تو ان آیات کو نبوت محمدیہ کے زبردست دلائل کے طور پیش کرے اور اس کلام کو بھاری معجزہ بتائے اور خود جس مقدس وجود پر یہ آیات نازل ہوئی ہوں۔ وہ خدا تعالےٰ کے فرستادہ جبرئیل سے براہ راست پڑھ کر پھر بھی خشیت علی نفسی کہے کیا یہ اس بات کا ناقابل تردید ثبوت نہیں کہ ابتدا میں حضرت رسول اللہ پر بھی ایسا زمانہ گذرا کہ اپنی رسالت کی حقیقت آپ پر اوائل ہی میں منکشف نہ ہوئی۔ جو

لوگ مسلمان بلکہ احمدی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ہمارے اس قول پر کہ تعریف نبوۃ کے اختلاف کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو باوجود وحی الٰہی کے نبی نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ اس الہام کی تاویل کرتے تھے تمسخر اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اچھا رسول تھا جسے خدا تو وحی کر رہا ہے کہ تو رسول ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میں رسول و نبی نہیں مجھے بتائیں کہ جس وقت سورۃ اقرأ باسم ربک الذی خلق حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی آپ سچے رسول اللہ تھے یا نہیں؟ یقیناً تھے کیا آپ پر ایمان لانا فرض تھا تو پھر خشیت علی نفسی کے کیا معنے اگر حضور انور پر اپنا رسول اللہ اور نبی اللہ ہونا پورے طور سے منکشف ہو گیا تھا۔ تو آپ نے یہ جملہ کیوں فرمایا؟ اور کیوں بی بی خدیجۃ الکبریٰ کے پاس اس حالت میں تشریف لائے اور کس طرح پر ورقہ بن نوفل کے پاس گئے؟

یہ واقعہ تاریخی واقعہ سچا واقعہ بتاتا ہے کہ یہ لوگ بڑے محتاط ہوتے ہیں۔ اور جب تک ان کو قریب سے نہیں دکھایا جاتا اور وحی الٰہی بارش کی طرح نہیں اترتی اور درجہ تواتر کو نہیں پہنچ جاتی وہ انکار ہی کرتے رہتے ہیں اور حتی الوسع تاویل کرنا چاہتے ہیں خشیت علی نفسی کے متعلق محدثین سلف نے بہت سی تاویلیں کی ہیں۔ مثلاً فتح الباری میں مفصلہ ذیل ہیں۔

(۱) جنون نہ ہو (۲) از قسم کہانت نہ ہو (۳) وسوسہ نہ ہو (۴) مرض نہ ہو (۵) دوام المرض (۶) نبوۃ کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں ہوں (۷) فرشتہ کی طرف بوجہ رعب دیکھ نہیں سکتا (۸) تکلیف کو برداشت نہیں کر سکونگا (۹) میری قوم مجھے قتل نہ کر دے (۱۰) وطن چھوڑنا پڑیگا (۱۱) میری تکذیب کریں گے (۱۲) طعنے دینگے۔ مگر ان سب میں سے میں تو اسی بات کو ترجیح دوں گا۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے لکھی یعنی آپ نے اندیشہ کیا کہ یہ شیطانی مکر نہ ہو۔ اس لئے فوراً یقین نہ کیا کہ میں رسول اللہ ہوں۔ آج روئے زمین پر کوئی بشر نہیں اور میرا تو ایمان ہے کہ تیرہ سو برس میں کوئی گذرا بھی نہیں جس کے دل میں حضرت مسیح موعود کے برابر رسول اللہ صلعم کی عزت اور محبت ہو۔ پس جب آپ اس بات کو مانتے ہیں اور واقعات اس کی تصدیق کرتے

ہیں کہ رسول اللہ پر اوائل ہی میں نبوت کی حقیقت منکشف نہ ہوئی تو جھوٹا ہے وہ جو کہے کہ ایسا کہنے میں رسول اللہ کی ہتک ہے۔ یا ان کی نبوت پر حرف آتا ہے غیر مبائعین میں سے کون ہے محمد علی ہو یا کمال الدین جو میرے مرشد و ہادی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کا ایک لاکھواں حصہ بھی اپنے اندر رسول اللہ کی محبت و عزت رکھتا ہو اور آپ کا فداکار ہو کوئی نہیں۔ تو جب آپ نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کر لیا۔ ان واقعات کو مان لیا اور دیکھ لیا۔ کہ آنحضرت صلعم نے فوراً یقین نہ کیا اور آپ نے اپنی وحی کی تاویل کرنی چاہی تو اور کون ہے جو اس کے خلاف کہے اور پھر وہ سچا بھی مانا جائے اس حدیث میں تو صرف خشیت علی نفسی ہے اور حضرت خدیجہ اور ورقہ بن نوفل کے پاس جانے کا واقعہ ہے اسی حدیث کا اگلا ٹکڑا ملاحظہ ہو جو صحیح البخاری کتاب التعبیر میں ہے

وفتر الوحی فترة حتی حزن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فیما بلغنا حزنا غدا منه مرارا کی یتردی من رؤس شواهق الجبال فکلما اوفی بذروة جبل لکی یلقی نفسه منه تبدی له جبریل فقال یا محمد انک رسول الله حقا فیسکن لذلک جاشه وتقر نفسه فیرجع فاذا طالت علیه فترة الوحی غدا لمثل ذلک فاذا اوفی بذروة الجبل تبدی له جبریل فقال له مثل ذلک ؛

(صفحہ ۲۷۹ فتح الباری جزء ۲ صحیح البخاری)

یعنی اقرأ باسم ربک الذی خلق کے نزول کے بعد وحی بند ہو گئی۔ نبی کریم صلعم کا حزن بڑھتا گیا اور حالت یہاں تک پہنچی کہ آپ کئی بار گئے تاکہ پہاڑ کی چوٹی سے اپنے آپ کو گرا دیں۔ پس جب کبھی آپ پہاڑ کی چوٹی پر اس ارادہ سے چڑھتے کہ اپنے آپ کو نیچے گرا دیں تو جبرئیل ظاہر ہوتا اور کہتا یا محمدؐ انک رسول اللہ حقاً یعنی آپ یقیناً خدا کے رسول ہیں۔ اور سچے رسول ہیں اس سے آپ کا دل تسکین پکڑتا اور کچھ قرار آتا اور آپ لوٹ جاتے مگر جب پھر کچھ وقت گذرتا تو پھر آپ پہاڑ کی چوٹی پر اسی ارادہ

سے جا چھپتے۔ اور جبرئیل ظاہر ہوتا اور اسی طرح تسلی دیتا۔
دیکھئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر سورۃ اقرا باسم ربک الذی
خلق نازل ہو چکی ہے جو قرآن مجید کا ایک حصہ ہے اور
آپ یقیناً اللہ کے رسول بن چکے ہیں۔ لیکن احتیاط کا یہ
حال ہے کہ آپ اپنی وحی کی تاویل فرما رہے ہیں اور آپ کو
اندیشہ ہے کہ یہ شیطانی مکر نہ ہو (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۰ ملاحظہ ہو)
اور چونکہ اصل حقیقت نہیں کھلتی اس لئے شدۃ حزن
سے آپ کئی بار یہ ارادہ فرماتے ہیں کہ پہاڑ کی چوٹی پر سے
اپنے آپکو گرا دوں۔ جبرئیل ظاہر ہو کر تسلی دیتا ہے کہ
آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں...... مگر آپ کچھ دن گذرنے
پر پھر پہاڑ کی چوٹی پر سے اپنے آپکو گرانا چاہتے ہیں۔
مرارًا (کئی بار) اور کلما (جب جب بھی) کے الفاظ
قابل غور ہیں۔ اب جو غیر مبائعین احمدی کہلا کر یہ کہتے ہیں
کہ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس فرشتہ آتا تھا اور کہتا تھا
کہ آپ نبی ہیں۔ مگر آپ یہ کیوں کہے جاتے تھے کہ میں نبی
نہیں وہ بتائیں کہ قرآن مجید کی ایک سورۃ نازل ہو چکی
جو یقیناً خدا کا کلام ہے اور بلا شبہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کے رسول و نبی ہونے کے بعد اتری۔ پھر بھی کئی بار
آپ کو یقین دلانے کے لئے جبرئیل نازل ہو کر کہتا ہے۔
یا محمد انک رسول اللہ حقا یہ کلمہ بار بار کہنے سے
صاف ثابت ہے کہ آپ کو امر رسالت کی نسبت حزن تھا
کہ یہ کیا معاملہ ہے جو پیش آ رہا ہے جبھی تو بار بار جبرئیل
انک رسول اللہ حقا کہ کر یقین دلاتا رہا۔ اگر نزول قرآن کے
اشتیاق یا قوم کی طرف سے تکالیف پہنچنے کے اندیشہ سے
حزن تھا تو جبرئیل ایسے الفاظ کہتا جن سے ان مذکورہ بالا
شبہات کی تردید ہوتی۔

لیکن آپ پھر بھی شدۃ حزن سے پہاڑ پر سے اپنے آپ کو گرانا
چاہتے ہیں کیا یہ ممکن تھا کہ آپ پر اپنی رسالت و نبوت کی حقیقت
پورے طور سے منکشف ہو چکی ہوتی اور پھر آپ اپنے تئیں
پہاڑ پر سے گرانے کا وہم تک بھی اپنے دل میں لاتے۔
ہرگز نہیں۔ پھر یہ حالت آپ کی آنی نہ تھی بلکہ لکھا ہے کہ
تین برس تک اور بروایتے اڑھائی برس فترۃ الوحی رہی۔
اور اس حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ زمانہ فترۃ الوحی
میں آپ کی یہی حالت رہی گویا اڑھائی برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر یہ انکشاف کامل نہ ہوا کہ میں خدا کا رسول اور نبی ہوں
چنانچہ بخاری شریف باب کیف کان بدء الوحی میں ہے

وفتر الوحی قال ابن شہاب واخبرنی
ابو سلمۃ عبد الرحمن ان جابر بن عبد اللہ
الانصاری قال وھو یحدث عن
فترۃ الوحی فقال فی حدیثہ بینا انا امشی
اذ سمعت صوتا من السماء فرجعت
بصری فاذا الملک الذی جاءنی بحراء
جالس علی کرسی بین السماء والارض
فرعبت منہ فرجعت فقلت زملونی
زملونی فانزل اللہ تعالیٰ یا ایھا المدثر
قم فانذر وربک فکبر وثیابک
فطھر والرجز فاھجر فحمی الوحی وتتابع۔

یعنی نزول اقرا باسم ربک کے بعد وحی بند ہو گئی اور
یہ زمانہ بڑھتا گیا حتےٰ کہ ایک روز آپ نے آسمان سے آواز
سنی آنکھیں اٹھائیں تو کیا دیکھتا ہوں وہی فرشتہ
ہے جو حرا میں آیا تھا۔ آسمان و زمین کے درمیان
کرسی پر بیٹھا۔ میں مرعوب ہو گیا میں نے کہا مجھے کپڑا
اوڑھا دو۔ پھر یا ایھا المدثر نازل ہوئی اور اس کے بعد
وحی گرم ہو گئی اور برابر آنے لگی۔ اس پر وحید الزمان نے
ترجمہ بخاری میں یہ نوٹ لکھا ہے:۔

سورۃ اقرا کی شروع کی آیتیں اترنے کے بعد
تین برس تک وحی بند رہی یا اڑھائی برس تک
پھر سورۃ مدثر کی شروع کی آیتیں اتریں
پھر برابر پے در پے وحی آنے لگی۔

اور جو حدیث گذری اس سے ثابت ہے کہ جب تک
وحی قرآنی نازل نہ ہوئی آپ کی یہی حالت رہی کہ آپ
شدۃ حزن سے پہاڑ پر سے اپنے آپ کو گرانا چاہتے
تھے۔ اور اس حدیث میں بتایا کہ سورۃ اقرا کے بعد
سورۃ مدثر نازل ہوئی اور ان کے درمیان تین
سال یا ۲½ سال کا فرق ہے۔ چنانچہ فتح الباری
میں بھی یہی لکھا ہے۔

ووقع فی تاریخ احمد بن حنبل عن الشعبی ان
مدۃ فترۃ الوحی کانت ثلث سنین وبہ جزم
ابن اسحاق ص۱۵

پھر کہنے والا کہتا ہے کہ آنحضرت صلعم پر چونکہ وحی بند
ہو گئی تھی۔ اس لئے آپ کو حزن ہوا اور یہ حالت ہوئی۔
میں کہتا ہوں۔ کہ جو روایت اوپر میں نے نقل کی ہے
کہ کلما اوفی بذروۃ جبل ++ تبدی لہ جبرئیل
فقال یا محمد انک رسول اللہ حقا۔ یعنی اس
مدۃ فترۃ الوحی میں جبرئیل برابر آتا رہا اور جس امر کی نسبت
آپ کو شبہ تھا یعنی امر رسالت اس کی نسبت بار بار یقین
دلاتا رہا کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔

پس جیسے مسیح موعودؑ کی وحی میں نبی اور رسول کے الفاظ آئے
اور آپ نے اس کی کئی برس تک تاویل کی۔ اسیطرح
آنحضرت صلعم پر نزول قرآن ہوا اور اس کے بعد آپ
کو کئی بار جبرئیل نے کہا یا محمد انک رسول اللہ حقا۔ مگر
تین برس تک آپ اندیشہ میں رہے۔

میرے دوستو! یہ تاریخی واقعات ہیں۔ جو اصح الکتاب
بعد کتاب اللہ البخاری میں بھی منقول ہیں۔ تین برس تک
نبی کریم صلعم کا اس حالت میں رہنا ثابت ہے لیکن صرف
اتنا ثابت ہو جانا کہ نزول سورۃ اقرا باسم ربک کے بعد
چند منٹ بھی آپ نے اپنے نفس کی نسبت اندیشہ کیا
یا آپ ورقہ بن نوفل کے پاس گئے ہمارا موید ہے۔

میں التجا کرتا ہوں کہ ٹھنڈے دل سے اس پر غور
کیا جائے۔ اور یہ کہ لوگوں کی توجہ ہٹانے کی ناجائز
کوشش نہ کی جائے۔ کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ کیونکہ
صحیح البخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری ہے
جمہور اہل السلام کا اس پر اتفاق ہے۔ پھر حضرت
مسیح موعودؑ نے اسے اصح الکتب تسلیم کیا ہے اور اس
حدیث کی حقیقۃ الوحی میں تصدیق فرمائی ہے۔ اور اس
سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی
بعثت آنحضرت صلعم کی تصدیق و تائید کے لئے تھی
آپ سے بڑھکر نہ کوئی آنحضرت کا محب جان نثار ہوا نہ
خادم خدا کا۔ پس جس بات کو آپ تسلیم کرتے ہیں۔ وہ
یقیناً صحیح ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت
کو بڑھانے والی ہے نہ گھٹانے والی۔

اور جب نبیوں کے سردار کے لئے یہ امر ثابت ہے

کہ اڑہائی یا تین سال تک امر رسالت کی تاویل فرماتے رہے تو مسیح موعودؑ جوان کے خدام میں سے ہیں اگر چند سال اس تعریف نبوۃ پر نظر رکھتے ہوئے جو عام مسلمانوں کے عقائد کے مطابق تھی الفاظ نبی اور رسول کی تاویل کرتے رہے تو کیا حرج لازم آگیا خصوصاً جبکہ تفصیل کے لحاظ سے آپ کا مذہب اول سے آخر تک ایک ہی رہا یعنی ابتدا میں بھی یہی فرمایا کہ میں کثرت مکالمہ و مخاطبہ و کثرۃ اظہار امور غیبیہ سے مشرف ہوں اور اخیر میں بھی یہی کہا اور اسی کے دلائل قرآن و حدیث سے پہلے بھی دیئے اور آخیر میں بھی فرمایا پس جو کچھ آپنے ۱۹۰۱ء سے پہلے کتابوں میں لکھا اور دلائل دیئے وہ بھی حق اور جو بعد میں لکھا اور دلائل دیئے وہ بھی حق۔ صرف نام کا فرق ہے یعنی اسے محدث (جو غیر نبی ہوتا ہے) فرماتے پھر اسی کا نام نبوۃ رکھ لیا۔ والسلام

اکمل ۲۹ مارچ ۱۹۱۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کا تیئسواں ۲۳ سالانہ جلسہ

۱۷ جمادی الاول ۱۳۳۶ھ روز جمعہ۔ مکان انجمن احمدیہ لیکچر ہال میں جلسہ سالانہ خدا کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ ہوا جلسہ کے کئی روز پیشتر جماعت ہائے اضلاع حیدرآباد کو بذریعہ خطوط کے اطلاع بغرض شمولیت جلسہ کے لئے خاص طور پر توجہ دلائی گئی تھی۔ چنانچہ بہت سے احباب جلسہ کے ایک دو روز پیشتر ہی سے آنے شروع ہو گئے تھے اور بفضلہ تعالیٰ تاریخ مقررہ پر امید سے زیادہ تعداد میں مختلف جگہ کے احمدی احباب جمع ہو گئے تھے جن میں سے خاص طور پر قابل ذکر ہمارے کرم فرما جناب سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدی یادگیری ہیں کہ جنہوں نے اپنے کثیر خرچ پر قریباً ساٹھ احمدی زن و مرد کو ضلع یادگیر سے جو حیدرآباد سے تقریباً دو سو میل دور ہے محض جلسہ کی شمولیت کے لئے اپنے ہمراہ لیتے آئے جزاہم اللہ احسن الجزا جماعت تیماپور سے عجب شیر صاحب اور کھمن بندر سے جناب عبدالقادر صاحب اور ان کے رشتہ دار وغیرہ تشریف لے آئے تھے جلسہ بفضلہ تعالیٰ بلحاظ کثیر اجتماع احمدی احباب و نیز دیگر سامعین و بلحاظ انتظام مستورات و مقبولیت وعظ و لیکچر گذشتہ جلسوں سے ہر طرح ممتاز و کامیاب جلسہ رہا۔ الحمد للہ رب العالمین

جلسہ کی کارروائی مطبوعہ پروگرام کے مطابق بعد نماز جمعہ ٹھیک ۲ بجے شروع ہوئی۔ اور جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا اخویم میر دلاور علی صاحب ہاشمی نے اپنی خداداد خوش الحانی سے سامعین پر محویت کا عالم پیدا کر دیا۔ تخمیناً ۱۵۰ اشخاص کا مجمع عالم تصویر بنا ہوا تھا۔ بعد ازاں اخویم مکرم جناب حافظ محمد اسحٰق صاحب نے تقویٰ پر تقریر فرما کر نہایت کامیابی سے سامعین پر اثر ڈالا قلیل وقت میں آپنے بہت سے ضروری و مفید احکامات پر روشنی ڈال کر تقوے کی ضرورت کو بخوبی ثابت کر دکھلایا۔ پھر ہمارے کرمفرما عالیجناب مولوی غلام اکبر خان صاحب وکیل ہائی کورٹ کا لیکچر شروع ہوا۔ آپ کے مطالب کی ادائیگی اور طرز بیان جیسا کچھ دلربا تھا وہ محتاج بیان نہیں۔ آپنے اسلام کی خوبی و قرآن شریف کی صداقت و معجزانہ اثر کو کچھ ایسے عام فہم پیرایہ میں بیان کرنا شروع کیا کہ سامعین عش عش کرتے تھے اطمینان قلب کا وہ سین کھینچا کہ اس وقت اہالیان مجلس کے چہروں سے طمانیت ظاہر ہونے لگی اور خاصکر اپنی تقریر کے آخر حصہ میں تو حد ہی کر دی کہ کیمیا کا نسخہ (یعنے اطمینان قلب) قرآن شریف سے ہی بوضاحت تمام بتلا دیا جس سے سامعین سکتہ کے عالم میں نظر آتے تھے افسوس کہ آپ کا وقت بہت قلیل تھا ورنہ دلچسپی اس حد کو پہونچ گئی تھی کہ اگر گھنٹوں گذر جاتے تب بھی کسی کو محسوس نہ ہوتا۔ پھر ہمارے مخدوم و محترم جناب سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب کا وہ زبردست لیکچر شروع ہوا کہ جس کا عنوان ہی اپنی عظمت و شان کو ظاہر کر کے عوام کی توجہ کو اپنی طرف جذب کرنے والا تھا۔ چنانچہ آپ کے لیکچر کا ہیڈنگ یہ ہے رو دنیا کے تمام مسلمانوں کو علی الخصوص اور دیگر مذاہب کو علی العموم دس ہزار روپے کے انعام کے ساتھ ایک چیلنج، سیٹھ صاحب نے جس عمدگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے مضمون کو سنایا نہ صرف دیگر سامعین کو بلکہ ہم واقفکاروں کو بھی حیرت میں ڈالدیا خدا کی قدرت نظر آتی تھی کہ چند سال میں آپ کو کیسے معلومات اور قوت بیانی حاصل ہو گئی کہ اعلیٰ سے اعلیٰ مضمون نگار بھی اپنے لیکچر کے ذریعہ ایسے زبردست فطرتی جذبات کو اس طرح عام فہم مثالوں میں کبھی نہ بیان کر سکتا جس خوبی سے کہ سیٹھ صاحب نے ادا کیا ہے۔ لیکچر کیا تھا تبلیغ و دعوت حق کا ایک زبردست پیغام تھا۔ مضمون کے پرزور دلایل نے سامعین پر بہت گہرا اثر ڈالا۔ کامل ایک گھنٹہ نہایت جوشیلے لہجہ میں آپ نے اپنا مضمون سنایا (یہ لیکچر زیر طبع ہے جو قریب میں انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہو جائیگا)۔

اس کے بعد اخویم مکرم عالیجناب شیخ فضل کریم صاحب کا لیکچر تھا جس میں آپنے نہایت سنجیدگی و متانت سے اسلام کے زندہ مذہب ہونیکا ثبوت دیکر یہ بات بہت وضاحت سے بتلادی کہ جب تک ایک قربانی نہ کی جائے ہم زندہ اسلام حاصل نہیں کر سکتے اسی ضمن میں آپنے اپنے پیارے امام مسیح موعود علیہ السلام کی قابل تقلید مثال پیش کر کے اور نیز آپ کی بعض اسلامی خدمات کو بیان کر کے سامعین پر حضرت اقدس کی قربانی و نیز آپ کی صداقت کا سکہ بٹھلا دیا علی الخصوص آپ کے لیکچر کا آخری حصہ بہت مفید و عام فہم مثالوں سے پر تھا۔ الغرض آپکا بھی نہایت کامیاب لیکچر تھا۔ اس کے بعد نماز عصر پڑھی گئی اور بعد ختم نماز چار بجکر سے حضار مجلس کی ضیافت شروع ہوئی اسی دوران چائے نوشی میں مکرمی جناب قاضی عبدالکریم صاحب نے لحن داؤدی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھ کے پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ الہامی نظم جو جنگ یورپ کے متعلق ہے۔۔ پڑہی اور موقع بموقع واقعات جنگ سے اس نظم کی مطابقت فرماتے جاتے تھے اسی نظم کا بقیہ حصہ وہ عدن میں کا بھی پڑھکر بخوبی ذہن نشین کرا دیا کہ حضرت اقدس تیرہ سال پیشتر اس جنگ عظیم کی پیشگوئی فرما چکے ہیں سامعین بہت متعجب نظر آتے تھے اور ان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت جیسے جیسے ظاہر ہوتی جاتی تھی وہ اور متحیر ہوتے جاتے تھے بعد ختم اشعار جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس نے جو ابتدا کارروائی جلسہ سے مع اپنے اسٹاف کے۔۔۔

(بقیہ صفحہ ۲ ک ۳)

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب پیرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا۔